حاملان قرآن

حضرت شیخ عبدالقادر العمادی

بیانحضرتِ آیات کردگار بیا

از جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی (علیگ)

ابو محمد کنیت، عبدالقادر نام، شیخ اکبر خطاب، خلیفۂ سنت، امام کتاب، و اتیناہ الحکمۃ و فصل الخطاب۔ حضرت کے آیات و کرامات و فضائل تقوی و حقائق و معارف عرف طیب سے بھی اعرف ہیں شیخ الاسلام امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ کی جناب سے خلافت کبریٰ پر فائز تھے تکیۂ شریفہ سوگھر پور میں ایک درسگاہ قائم فرمائی تھی جس میں دو سو طلبہ مقیم رہتے، اور ایک خانقاہ بنوائی تھی کہ اس میں بھی دو سو آزادگان قلندر مشتغل بحق ہوتے حضرت ان سب کو وحی اور تنزیل کا درس دیتے اور طعام صبح و شام میں سب کے ساتھ شریک ہوتے، مواقیت خمسہ میں بغیر کسی طرح کے مسجد جامع میں "ارکعو مع الراکعین" کا اہتمام و التزام فرماتے اب اس مدرسہ اور اس خانقاہ کی یادگار دل میں ہے، زمین میں بہ بل بوتا کہاں کہ دیر تک آسمان کا بوجھ اٹھائے رہے۔

مدارس آیات خلت عن تلاوۃ ومہبط وحی مقفر العرصات

گیارہ سو چالیس میں پیدا ہوئے اور سترھویں رمضان بارہ سو دو میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے کہ یہی قسطنطنیہ میں سلطان عبدالحمید خان اول اور شاہجہان آباد (دہلی) میں خواجہ میر درد کا سال وفات

بھی ہے۔ ترجمۂ طاہرہ مبسوطات سیرت میں مدون ہے یہاں صرف افاداتِ قرآن پر اقتصار ملحوظ ہے اور وہ بھی نہایت مجمل۔

فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ

بارش نہ ہو تو پھول شبنم ہی سے شگفتہ ہو جاتے ہیں۔

قضا و قدر | حلقۂ درس میں قلب جبار و متکبر کی بحث تھی اور آیۂ کریمۂ "کَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ" سے ہر فریق استناد کرتا تھا۔ ایک فریق کہتا تھا۔

کذلک یطبع اللّٰہ یدل علی ان الکل من اللّٰہ	اسی طرح اللہ طبیعت بنا دیتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

دوسرا فریق کہتا تھا۔

کذلک یطبع اللّٰہ علی کل قلب متکبر جبار یدل علی ان ھذا الطبع انما حصل من اللّٰہ لانہ کان فی نفسہ متکبراً جباراً	"اسی طرح اللہ ہر ایک متکبر اور جبار کے دل پر ٹھپہ لگا دیتا ہے (یعنی ویسی ہی طبیعت بنا دیتا ہے)" یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ کی جانب سے یہی طبیعت حاصل ہوئی ہے کیونکہ ایسا شخص فی نفسہ متکبر اور جبار تھا۔

بحث سے جب شرارے نکلنے لگے تو فریقین کو حضرت سے استفاضہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اسبابِ قضا | فرمایا۔

ان اللّٰہ یخلق دواعی الکبر فی القلب فتصیر تلك الدواعی مانعة من حصول ما یدعو الی الطاعة والانقیاد لامر اللّٰہ	اللہ تعالیٰ دل میں تکبر کے اسباب و محرکات پیدا کر دیتا ہے، یہی محرکات ہیں جو اللہ کا حکم بجا لاتے اور اس کی اطاعت کرنے سے روکتے ہیں۔
فالاٰیة حجة لکل واحد منکما من وجه	اس بنا پر یہ آیت ایک طور پر تم دونوں فریقوں کے

وعلی فریق ذا احد من وجہ آخر	یہ وجہ استدلال ہے، اور دوسرے طور پر ایک فریق کے مخالف ہے۔
وبخلق دواعی الکبر فی القلب یکون القول بالقضاء والقدر حقاً ویکون تعلیل الصد عن الذین بکونہ متجبراً متکبراً باقیاً۔	قلب میں اسباب و محرکات تکبر کے پیدا کر دینے کے معنے یہ ہوئے کہ قضا و قدر کا عقیدہ برحق ہے جبار و متکبر ہونے کی بنا پر دین اسلام سے رکنے یا ہٹ جانے کی علت بھی اس صورت میں بدستور باقی رہتی ہے۔

کبر و جبروت | رہی یہ بات کہ متکبر اور جبار کسے کہتے ہیں؟ مفسرین اس میں تھوڑی سی تفریق کرتے ہیں کہ متکبر تو وہ ہے جو قبول حق توحید سے تکبر کرے، اور جبار وہ ہے جو غیر حق میں جبار ہو۔

وکمال السعادۃ فی امرین	انسان کی سعادت اور نیکبختی کا کمال دو امروں میں ہے،
التعظیم لامر اللہ	اللہ کے حکم کی تعظیم۔
والشفقۃ علی خلق اللہ	اور اللہ کی مخلوق پر شفقت۔
فالتکبر کالمضاد للتعظیم لامر اللہ و الجبروت کالمضاد للشفقۃ علی خلق اللہ	اس بنا پر تکبر تو گویا اللہ کے حکم کی تعظیم کی ضد ہے۔ اور جبروت گویا اللہ کی مخلوق پر شفقت کی ضد ہے۔

طرح فرعون | عرض کی:۔

اسی آیت کے بعد بنائے صرح کا تذکرہ ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

فرمایا:۔۔ بنائے صرح کی پوری آیت یوں ہے:۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَى إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا	فرعون نے کہا:۔ اے ہامان میرے واسطے ایک اونچا محل بنواؤ، شاید میں راستے تک پہنچ سکوں، وہ راستے جو سماوات کے ہیں کہ اس پر چڑھ کے موسیٰ کے معبود کو جھانک

وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۔

دیکھوں مصری انکل ہیں تو وہ جھوٹا ہے ۔ اسی طرح فرعون کو اس کے بُرے کام بھلے دکھائی دیے ۔ اللہ کی راہ پر چلنے سے وہ روک دیا گیا ۔ اور فرعون کے داؤ پیچ ہلاکت اور زیاں کاری میں رہے ۔

تحقیق بنائے صرح | مصر میں فرعون کے آثار آج بھی نمایاں ہیں اور سب کے سب اس کی عظمت سلطنت کی شہادت دیتے ہیں ۔ کہنے کو تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا سے مطلع ہونے کے لیے فرعون جو بڑی اونچی عمارت بنوانا چاہتا تھا وہی اہرام مصر ہیں کہ جیزہ کے علاقہ میں آج بھی سر اٹھائے ا ر ہے باتیں کر رہے ہیں ۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ایک ایسی متمدن قوم اور ایسی متمدن سلطنت کا فرماں روا ایسا نادان تھا کہ کسی بلند عمارت پر چڑھ کر خدا کو دیکھ سکنے کا خیال رکھتا تھا ؟

بنائے تحقیق | فکل عاقل یعلم ببدیھۃ عقلہ انہ یتعذر فی قدرۃ البشر وضع بناء یکون ارفع من الجبل العالی ۔

ہر ایک عقلمند بدیہی طور پر اپنی عقل سے جانتا ہے کہ کسی ایسی عمارت کا بنانا جو اونچے پہاڑ سے بھی بلند ہو انسان کی قدرت و استطاعت سے متعذر ہے ۔

ویعلم ایضا ببدیھۃ عقلہ انہ لا یتفاوت فی البصر حال السماء بین ان ینظر الیہ من اسفل الجبال وبین ان ینظر الیہ من اعلی الجبال

عقلمند آدمی اس حقیقت کا بھی بدیہی طور پر علم رکھتا ہے کہ چاہے پہاڑ کے نیچے سے دیکھے اور چاہے پہاڑ کے اوپر سے مشاہدہ کرے ، جس طرح چاہے دیکھے آسمان کی حالت میں کچھ تفاوت نظر نہ آئے گا ۔ اور نہ دیکھنے میں کچھ ایسا فرق محسوس ہوگا

واذا کان ھذان العلمان بدیھیین امتنع ان یقصد العاقل وضع بناء لیصعد منہ الی السماء ۔

جب یہ دونوں باتیں بدیہی ہیں تو ناممکن ہے کہ کوئی عقلمند آدمی ایسی عمارت بنانے کا قصد کرے جس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ سکے ۔

وإذا كان فساده هذا معلوماً بالضرورة امتنع اسناده إلى فرعون

جب یہ کھلی ہوئی ناممکن بات ہے تو ایسے امر محال کو فرعون کی جانب منسوب کرنا قطعاً درست نہیں۔

فرعون کا مطلب کیا تھا

لما عرف كل احد ان الطريق الى روية الله ممتنع كان الوصول الى معرفة وجود الله بطريق الحس ممتنعاً۔

جب ہر شخص نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی راہ رکی ہوئی ہے تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حواس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو جاننے پہچاننے کے طریقے تک پہونچنا بھی ممکن نہیں۔

ونظيره قوله تعالى فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ۔

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ”اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو زمین میں ایک سرنگ تلاش کر کے یا آسمان میں ایک سیڑھی لگا کے ان لوگوں کو کوئی معجزہ دکھائے“۔

وليس المراد ان محمداً صلى الله عليه وسلم طلب نفقاً في الارض أو وضع سلّماً الى السماء۔

اس سے یہ مراد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں سرنگ یا آسمان تک سیڑھی لگانی چاہی تھی

بل المعنى انه لما عرف ان هذا المعنى ممتنع فقد عرف انه لا سبيل الى تحصيل ذلك المقصود

اس کے معنی یہ ہیں کہ جب یہ بات واضح ہو چکی کہ دیکھنے کے لئے سرنگ یا سیڑھی لگا کے اللہ تک پہنچنا محال ہے تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں

فكذا ههنا غرض فرعون من قوله ”يا هامان ابن لي صرحاً“

فرعون کا ہامان سے یہ فرمائش کرنا کہ ”میرے لیے ایک اونچی عمارت بنا دے“ یہی مدعا اس کہنے سے بھی ہے۔

يعني أن الاطلاع على اله موسىٰ لما كان لا سبيل اليه الا بهذا الطريق نكان هذا

فرعون کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰ کے معبود تک پہونچنے کی راہ یہی ہے کہ زمین پر سرنگ یا آسمان پر سیڑھی لگائیں،

الطریق ممتنعاً بحیث لا یظهر منه	اور ظاہر ہے کہ یہ طریقہ ممکن نہیں، تو اس سے یہ بھی
انه لا سبیل الی معرفة الاله الذی	ظاہر ہوتا ہے کہ اس معبود کو جاننے پہچاننے کی سبیل بھی
یثبته موسیٰ۔	ممکن نہیں جس کو موسیٰ ثابت کر رہے ہیں۔
فرعون کی دلیل بے بنیاد تھی — هذه الشبهة	با ایں ہمہ یہ شبہہ فاسد ہے۔
فاسدة۔	
لان طرق العلم ثلاثة	اس لیے کہ علم حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں۔
الحس	حس
والخبر	اور خبر
والنظر	اور نظر
ولا یلزم من طریقٍ واحدٍ وهو الحس	کسی ایک طریقے کے معدوم ہونے سے کہ یہاں اس سے حس
انتفاء المطلوب	مراد ہے، ضروری نہیں کہ اصل مطلب بھی معدوم ہو جائے
وذلک لان موسیٰ علیه السلام کان	دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر واضح کر دیا
قد بین لفرعون ان الطریق فی معرفة	تھا کہ معرفت الٰہی اور خدا شناسی کا طریقہ صرف استدلال
الله تعالیٰ انما هو الحجة والدلیل کما	ہے، اسی بناپر کلام اللہ کے لفظوں میں حضرت موسیٰ نے
قال ربکم ورب آبائکم الاولین	کہا تھا کہ وہ معبود تم سب کا پروردگار ہے اور تمہارے
"رب المشرقین ورب المغربین"	گذشتہ آبا و اجداد کا پروردگار بھی وہی ہے" وہی مشارق
	ومغارب کا پروردگار بھی ہے۔
الا ان فرعون لخبثه ومکره تغافل	اس قطعی استدلال کے ہوتے ہوئے بھی فرعون نے
عن ذلک الدلیل والقی الی الجهال انه	اپنی خباثت سے کام لیا اور اس دلیل سے چشم پوشی کر کے

لما کان لا طریق للاحساس بهذا الالٰه وجب نفیہ — جاہلوں کے ذہن نشین کر دیا کہ جب اس معبود کے محسوس کرنے کا کوئی طریقہ ہی نہیں تو بجائے موجود ہونے کے اس کا معدوم ہونا لازم ہوا۔

ہامان | عرض کی۔ ہامان کی حقیقت کیا ہے جس کو فرعون نے بنائے صرح کا حکم دیا تھا۔

فرمایا:۔

یہود کا اعتراض | زعموا ان هامان ماکان موجوداً البتہ فی زمان موسیٰ و فرعون و انما جاء بعد هما بزمان مدید و دھیر نا ھیر فالقول بان هامان کان موجوداً فی زمان فرعون خطأ فی التاریخ۔ — یہود کا زعم ہے کہ موسیٰ اور فرعون کے زمانہ میں ہامان ہرگز موجود نہ تھا۔ بہت طویل مدت کے بعد اس کا زمانہ آیا۔ لہذا یہ کہنا تاریخی غلطی ہے کہ فرعون کے زمانے میں ہامان موجود تھا۔

مسلمانوں کا جواب | مفسرین اس کا جواب دیتے ہیں:۔

ان وجود شخص یسمیٰ بہامان بعد زمان فرعون لا یمنع عن وجود شخص یسمیٰ بہذا الاسم فی زمانہ۔ — فرعون کے زمانے کے بعد ہامان نام کے ایک شخص کا موجود ہونا اس بات کا مانع نہیں کہ اسی نام کا ایک دوسرا شخص فرعون کے زمانہ میں بھی رہا ہو۔

اعتراض مزید | مخالفین اس پر اعتراض کرتے ہیں:۔

هذا الشخص المسمیٰ بہامان الذی کان موجوداً فی زمان فرعون ما کان شخصاً خسیساً فی حضرۃ فرعون بل کان کالوزیر لہ — یہ شخص جس کا نام ہامان تھا اور جس کو فرعون کے زمانہ کا بیان کیا جاتا ہے کوئی ادنیٰ آدمی نہ رہا ہوگا بلکہ فرعون کے دربار میں وزیر کی حیثیت رکھتا ہوگا ایسا شخص اپنی صفت

وفمثل هذا الشخص لا يكون مجهول الوصف والحلية فلو كان موجوداً لعرف حاله

اور اپنے حلیہ میں مجہول اور گمنام نہیں ہو سکتا، اگر اس کا وجود ہوتا تو اس کا حال بھی معروف اور نام بھی موجود ہوتا۔

وحيث اطبق الباحثون عن احوال فرعون وموسى ان الشخص المسمى هامان ما كان موجوداً في زمان فرعون وانما جاء بعده بادوار علم انه غلط وقع في التواريخ۔

فرعون اور موسیٰ کے حالات کی جن لوگوں نے تحقیق کی ہے ان سب کا اتفاق ہے کہ ایک شخص جس کا نام ہامان بیان کیا جاتا ہے فرعون کے زمانہ میں موجود نہ تھا بلکہ اس کے بہت بعد پیدا ہوا، اس بنا پر ماننا پڑیگا کہ یہ ایک تاریخی غلطی ہے۔

نظائری تائید | اس طرز استدلال پر مخالفین نے بڑا زور لگایا ہے اور اس کی تائید و تقویت میں نظائر سے بھی ثبوت بہم پہنچایا ہے۔

قالوا ونظير هذا انا نعرف في دين الاسلام ان ابا حنيفة انما جاء بعد محمد صلى الله عليه وسلم۔

مخالفین نے اپنے دعوی کے ثبوت میں یہ نظیر پیش کی ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام میں ابوحنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

فلو ان قائلاً ادعى ان ابا حنيفة كان موجوداً في زمان محمد عليه الصلوة والسلام وزعم انه شخص آخر سوى الاول وهو ايضاً يسمى بابي حنيفة فان اصحاب التواريخ يقطعون بتخطئته فكذا ههنا

اب اگر کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک ابوحنیفہ موجود تھے جو امام ابوحنیفہ کے علاوہ ایک دوسرے بزرگ گذرے ہیں اگرچہ نام ان کا بھی ابوحنیفہ ہی تھا، تو ایسے مدعی کے اس دعوی کو مورخین قطعاً غلط قرار دیں گے یہی صورت یہاں بھی ہے۔

اسلام کا آخری جواب | مفسرین کی جانب سے اس کا آخری جواب یہ ہے ۔

ان تواریخ موسیٰ و فرعون قد طال	موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے عہد کی تاریخیں بہت
العهد بها واضطربت الاحوال و	ہی مضطرب ومغشوش ہیں، زمانہ اتنا گزر چکا ہے
الادوار فلم یبق علیٰ کلام اهل	کہ اب اس باب میں ان مورخین کے کلام پر اعتماد
التواریخ اعتماد فی هذا الباب	باقی نہ رہا ۔
بخلاف حال رسولنا صلے الله علیه وسلم مع	بخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ابی حنیفة، فان هذه التواریخ قریبة غیر	امام ابوحنیفہ کے ہم زمانہ ہونے کی صورت جداگانہ ہے اس لیے
مضطربة بل هی مضبوطة ۔	کہ یہ تاریخیں قریب العہد ہیں مشکوک نہیں، بلکہ ضبط صحت کیساتھ ہیں
فظهر الفرق بین البابین ۔	اس بنا پر ظاہر ہے کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فرق ہے

نئی تحقیق | فرمایا مفسرین برحق ہیں، مگر تتبع سے مجھے تو ایک اور ہی حقیقت نظر آتی ہے، حضرت عکرمہؓ کی حدیث میں ہے :-

کان علیٌ اعلم بالمهیمات	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مہیمات کا یعنی ان باتوں کا

جو قابل اہتمام ہوں اور اہمیت رکھتی ہوں، سب سے زیادہ علم تھا مہیمات کو ایک دوسری روایت میں "مہیمنات" بھی کہا گیا ہے۔ مگر اس کے معنی بھی یہی ہیں ۔ عرب کہتے تھے :۔

هم لنفسك ۔	اپنے لیے اہتمام کرو ۔
ولا تهم لهولاء	ان لوگوں کے لیے اہتمام نہ کرو ۔

تمام ائمہ ادب نے اس محاورہ کے یہی معنی بیان کئے ہیں کہ " اطلب لنفسك و اهتم لها واحتل "

یہ بھی محاورہ ہے :۔۔۔

فلانٌ لا یھتام لنفسہ — فلاں شخص اپنے لیے کوئی اہتمام نہیں کرتا یہاں بھی "لا یھتام"
کے معنی "لا یحتال" مذکور ہیں، اخطل کا کلام بھی اسی کا مؤید ہے :-

فاھتم لنفسک یا جُمیعُ ولا تکن
لبنی قریبۃ والبطون تھیم

ان تمام الفاظ و محاورات کو ملحوظ رکھیے کہ سب کا مادہ وہی ہے جو ہامان کا ہے۔

قول فیصل فرمایا :- اس بنا پر اگر ایسے شخص کو جو بڑے بڑے کاموں کے اہتمام و انتظام کا خاص ملکہ رکھتا ہو "ہامان" کہتے ہوں، اور اسی اہتمام کرنے والے کو فرعون نے ہامان کے نام سے مخاطب کیا ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ یہاں ہامان سے اس نام کا کوئی شخص مراد نہیں بلکہ اس لفظ کے معنی مراد ہوں گے، یعنی عمدہ اہتمام و انتظام کرنے والا۔ واللہ اعلم۔

مراۃ المثنوی

مرتبہ

جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے رکن دارالترجمہ

مثنوی مولانا روم کا بہترین ایڈیشن جس میں مثنوی شریف کے منتشر مضامین کو ایک سلسلہ کے ساتھ اس طور پر مرتب کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا مولانا کے مدعا اور ان کی تعلیم کو بڑی آسانی سے سمجھتا چلا جاتا ہے کئی انڈکس اور فہرستیں بھی ہیں جن کی مدد سے آپ حسب منشا ہر شعر جاہیں نکال سکتے ہیں۔ ایک بسیط فرہنگ بھی ملحق ہے غرض یہ کہ اس کتاب نے مثنوی شریف سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایسی سہولت مہیا کر دی ہے کہ ایک شخص بڑی آسانی سے کتاب کے مطالب پر عبور حاصل کر سکتا ہے

کاغذ کتابت طباعت بہترین جلد نہایت اعلیٰ قیمت ۸ انگریزی لعہ سکہ عثمانیہ

دفتر ترجمان القرآن سے طلب کیجیے